جلد 21
شمارہ 6

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

احسان 1359 ہش
جون 1980ء

ایڈیٹر
مرزا غلام احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ ربوہ

انصار اللہ

• شعبان ۱۴۰۰ھ

• احسان ۱۳۵۹ہش

• جون ۱۹۸۰ء

ایڈیٹر

مرزا غلام احمد ایم اے

چندہ سالانہ ۱۵/- روپے

فہرست مضامین

• پبلشر ...... چوہدری محمد ابراہیم

• مطبع ..... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

• مقام اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۲۳ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۶

احسان ۱۳۵۹ ہش

ہماری خوش بختی! ہمارا فرض!!

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے نیشنل اسمبلی ہال اسلام آباد میں قائد اعظم یونیورسٹی کی طرف سے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری حاصل کرتے وقت ۱۲/۱۸/۷۹ کو اپنے تاریخی خطاب کے تسلسل میں فرمایا:۔

"قرآن کریم کی ان ۲۵۰ آیات کے بالمقابل جو کہ انتظامی نوعیت کی ہیں قرآن میں قریباً ۷۵۰ آیات یعنی قرآن کا آٹھواں حصہ ایسا ہے جو کہ اپنے پیروکاروں پر زور دیتا ہے کہ وہ قدرت کا مطالعہ کریں۔ اس کو سامنے لائیں اور عقل کا بہترین استعمال کریں اور سائنسی علوم اور منصوبوں کی تکمیل کو اپنی اجتماعی زندگی کا جزو لاینفک بنا ڈالیں۔

مجھے آپ حاضرین کو ورثۃ الانبیاء کا وہ قابل فخر لقب یاد دلانے کی ضرورت نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علماء کو اور صاحب علم لوگوں کو دیا ہے:۔

اِنَّمَا الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

قرآن کریم عالم کی برتری بیان کرتا ہے اور اس شخص کی جس کے پاس علم ہے اور فرماتا ہے۔

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ (الزمر:۱۰)

تو کہہ دے۔ کیا علم والے لوگ اور جاہل (کبھی بھی) برابر ہو سکتے ہیں؟

اور پھر فرمایا:۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: ۲۹)

حقیقت اسی طرح ہے (اور) اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء اس سے ڈرتے ہیں۔"

ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے علم حاصل کیا۔ ان تھک محنت اور کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ سے مدد چاہی بزرگان کرام سے دعائیں لیں۔ اپنی زندگی نیکی اور تقویٰ سے بسر کی۔ ارکان اسلام پر عامل رہے اور دنیائے علم میں نامور ہوئے۔ ساری دنیا نے ان کی عظمت تسلیم کی۔ یہ سب کچھ خدائے بزرگ و برتر کے فضل سے ہوا۔ لیکن یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان سب کی اساس وہ علم تھا۔ جو انہوں نے حاصل کیا۔

قرآن کریم نے حصول علم کی طرف توجہ دلائی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں تاکیدی ارشادات فرمائے۔ اقوال بزرگان سلف اس کی تائید کرتے ہیں۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کی تحاریر، تقاریر اور ملفوظات، اس کے شاہد ہیں۔ حضور خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ یہ لگن رہی۔ حضور مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو بار بار اس امر کی طرف توجہ دلائی اور اب ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے تعلیمی ترقی کے بارہ میں ایک جامع پروگرام بیان فرمایا ہے۔ اور یہ پروگرام ساری جماعت کو دینی تعلیم سکھانے کی بنیاد ہے اور اس کے متعلق حضور کا ارشاد یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ اس سال مکمل ہو جانا چاہیئے۔ پہلی دو شقیں یہ ہیں کہ:۔

اوّل: ہر احمدی گھرانہ میں تفسیر صغیر کا ہونا ضروری ہے۔

دوم: حضور مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تفسیر القرآن کا پڑھنا ضروری ہے (جو سورۃ کہف تک پانچ جلدوں میں چھپ چکی ہے)

اس سلسلہ میں مجالس ہائے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ان کے خریدنے کے لئے اپنی اپنی کلب بنائیں اور جماعت ایک کمیٹی بنائے جو ان ہر سہ تنظیموں میں باہمی تعاون (co-ordination) پیدا کرے اور اس امر کا جائزہ لے کہ ایک گھر میں ضرورت کے مطابق کتاب جائے۔ یہ نہ ہو کہ بغیر ضرورت کے ایک کتاب چار راستوں سے چلی جائے۔ ویسے تو کوئی احمدی گھرانہ ایسا نہیں ہے جس میں قرآن کریم موجود نہ ہو لیکن یہ سکیم جس کے متعلق حضور کا ارشاد ہے کہ اس سال کے اندر اندر پایۂ تکمیل کو پہنچ جانی چاہیئے۔ اس لحاظ سے بڑی بابرکت ہے کہ اس سے ہر احمدی گھرانہ میں تعلیم القرآن عام ہو جائے گی اور گھر کے ہر فرد میں قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھنے، قرآن کریم پر غور کرنے۔ اس پر عمل کرنے کا مزید شوق و ذوق پیدا ہوگا۔ اور ہر احمدی گھرانہ قرآن کریم کے انوار و برکات سے جگمگا اٹھے گا اور اس طرح ان کے مکینوں کے قلوب بھی اللہ تعالیٰ کے مقدس دیا ہوا حکمت کلام کے نور سے

منظور ہوں گے۔

اس جامع۔ مفید۔ بابرکت اور ہر جہت سے نافع پروگرام کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ ہر احمدی جس نے اس سال کوئی سالانہ امتحان دیا ہے وہ خواہ پاس ہوا ہے یا فیل۔ حضور خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خدمت میں خط لکھے۔ پہلی کلاس سے لے کر آخری امتحان دینے والا ہر احمدی طالب علم یا طالبہ علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور کی خدمت میں خط لکھے اور حضور ایدہ اللہ ان کے لئے خاص طور پہ دعا فرمائیں گے اور حضور انہیں جواب بھی دیں گے۔

امام وقت کے ساتھ ہر ایک فرد کا ذاتی تعلق۔ اخلاص اور محبت اس کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے بڑی برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔ اہل اللہ نے ہمیشہ اپنے مخلصوں کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ وہ ذاتی تعلق پیدا کریں تاکہ روحانی برکات سے انہیں وافر حصہ ملے اور حضور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد کہ ہر احمدی طالب علم خواہ وہ کسی پوزیشن میں کیوں نہ ہو حضور کو خط لکھے گویا اوائل ہی سے "صحبت صالح ترا صالح کند" کی ایک اعلیٰ مثال ہے اور اس طرح ہر طالب علم حضور ایدہ اللہ کی خصوصی شفقت کے علاوہ ڈھیر ساری دعاؤں کا مورد بھی بنے گا اور یہ امر اس کے لئے دینی و دنیاوی فلاح و بہبود کا ضامن ہوگا۔

مزید یہ کہ ایک خوش کن۔ حوصلہ افزا اور مسابقت کی روح پیدا کرنے والا انعامی سلسلہ کا اعلان بھی حضور نے جاری فرمایا ہے۔ جس کی کسی قدر تفصیل یہ ہے:۔

— ہر ضلع میں سے جو احمدی بچہ یا بچی پانچویں اور آٹھویں جماعت کے وظیفہ کے امتحان میں اوپر کی ۱۰۰ پوزیشنوں میں آئے گا اسے

- حضور کے دستخطوں سے دعائیہ خط
- حضور مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب
- حضور کے دستخطوں اور دعائیہ فقرہ کے ساتھ دی جائے گی۔

— دسویں جماعت کے امتحان دینے والے طلباء میں سے اس بورڈ کے TOP کے تین سو احمدی بچوں اور بچیوں کو اسے:۔

- حضور کے دستخطوں سے دعائیہ خط
- حضور مسیح موعودؑ کی ۵ کتب سے ایک تفسیر کی کتاب ان کی ذہنی قابلیت کی قدر کرتے ہوئے دی جائے گی۔

ب ——— ایف اے اور ایف۔ ایس سی کے ہر بورڈ میں ۲۰۰ سے اوپر کی پوزیشنوں میں آنے والے ہر احمدی بچے اور بچی کو بھی۔

● دعائیہ خط اور تفسیر کی ایک کتاب دی جائے گی۔

ج ——— یونیورسٹی کے امتحانات میں بی اے اور بی ایس سی کلاسز کے علیحدہ علیحدہ اوپر کے دو سو احمدی طلباء اور طالبات کے لئے

● حضور کے دستخطوں سے دعائیہ خط اور ———

● حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر کی کتب میں سے ایک کتاب دی جائے گی۔

د ——— ایم اے۔ ایم ایس سی میڈیکل یا انجینئرنگ کے فائنل امتحان میں ہر مضمون کے TOP (چوٹی) کی سات پوزیشنوں میں آنے والے احمدی طلباء یا طالبات کو:

● دعائیہ خط تفسیر صغیر اردو یا انگریزی ترجمہ مع حضور کے دستخطوں اور دعائیہ فقرہ کے ساتھ دی جائے گی۔

خلیفہ وقت کی طرف سے شفقت و محبّت اور پیار کا یہ حسین و جمیل سلوک ہماری جماعت کے طلباء کے لئے باعث صد عزّ و افتخار ہے۔ آج ساری دنیا میں ایسا انمول پیار اس قدر شفقت و محبّت اور اتنا حسنِ سلوک آپ کو ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گا۔ یہ صرف اور صرف الٰہی جماعتوں ہی کا طرۂ امتیاز ہے کہ وہ ایک ایسی سلک میں منسلک ہوتی ہیں کہ جہاں ہر کوئی بقدر ظرف و استعداد امام ہمام کی نظرِ کرم اور چشمِ التفات کا مورد ہوتا ہے اور خوش نصیب ہیں۔ آج کے احمدی طلباء و طالبات کہ ان کے لئے بابِ کرم وا ہے۔ محنت۔ ہمت۔ جذبہ۔ شوق اور ولولہ پیدا کریں۔ دن رات سعی کریں۔ خدائے رحیم و کریم سے مدد چاہیں۔ اور پوری لگن اور تڑپ کے ساتھ تعلیم کے میدان میں اتریں۔ انشاء اللہ بازی ان کے ہاتھ رہے گی۔ کہ ان کے سر پر خلوصِ امام ہمام ہے۔ ان کے ساتھ امامِ وقت کی دعائیں ہیں۔ نظرِ کرم ہے۔ محبت شفقت ہے۔

اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھنے والی جماعتوں کے افراد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک مثالی ہوتا ہے۔ ہر میدان میں اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔ غیر معمولی کامیابیاں اور حیرت انگیز برکات سے انہیں حصہ وافر ملتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احمدی طلباء و طالبات کی غیر معمولی ترقیات کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ۔ تعلیم کی بنیاد ذہن رسا پر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جماعت

کو ذہین بچے عطا کر رہا ہے پس جو بچے جینئس (GENIUS) ہیں۔ جماعت ان کی ہر قسم کی امداد کریگی تاہم آج ہر احمدی بچے کو ایک نظام میں منسلک کرنا ضروری ہے اور اس سلسلہ میں حضور نے متعلقہ ادارہ کو ہدایات فرمائی ہیں کہ وہ ایسے ہر بچے کا مکمل اور مستقل ریکارڈ رکھیں جو غیر معمولی ذہنِ رسا کا مالک اور اعلیٰ تعلیمی قابلیت رکھتا ہو۔ ان سے شفقت کریں اور ہر ایک بچے سے اس طرح تعلق رکھیں جس طرح طبیب کی انگلیوں کا بیمار کی نبض کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اور پہلی کلاس سے لے کر آخری کلاس تک سب احمدی بچوں کا ریکارڈ رکھتا ہے۔

اور یہ پروگرام صرف ہنگامی اور وقتی نہیں بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ :۔

جماعت احمدیہ میں اگلے دس سال میں اور پھر ہمیشہ کے لئے سکول کی عمر کا کوئی بچہ ایسا نہ ہونا چاہیئے جو میٹرک سے قبل سکول چھوڑ دے۔ ہر احمدی لڑکا کم از کم میٹرک ضرور کرے اور ہر احمدی لڑکی بہرحال کم از کم مڈل کرے۔ اس بات کا انتظام کیا جائے کہ ہر احمدی لڑکے کے لئے میٹرک تک پہنچنا ممکن ہو جائے۔

اس سے قبل جلسہ سالانہ ۷۹ء کے موقع پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مستحق اور ذہین طلباء کے لئے تعلیمی وظائف کا خوشکن اعلان کرتے ہوئے اپنے اس امر کی وضاحت فرمائی تھی کہ مستحق اور ذہین رسا رکھنے والے کسی بھی طالب علم کو بغیر ذہنی نشو و نما کے نہیں چھوڑا جائے گا۔ اور اس کے لئے ہر ممکن ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ وہ نمایاں حیثیت حاصل کر سکے اور تعلیم میں ارتقائی منازل طے کر سکے اور اس وظیفہ کو انعامی وظیفہ کی بجائے ادائیگی حقوق طلباء کا نام دیا تھا۔ گویا جس قدر جس طالب علم کا حق بنتا ہے۔ جماعت پر فرض ہے کہ اس کا وہ حق ادا کرے اور جس کسی کے حق میں کوئی کمی ہے وہ پوری کی جائے۔ پھر یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہر احمدی کے لئے لازمی ہے کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم اپنی عمر کے مطابق حاصل کرے۔

حال ہی میں حضور نے اسلام آباد میں ۳۰ مئی کے خطبہ جمعہ میں بھی اس امر کی یاد دہانی کروائی ہے کہ جماعت کو قرآنی علوم و معارف حاصل کرنے کی لگن اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے اور اس میں کسی قسم کی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔ اور یہ بھی وضاحت فرمائی کہ روحانی اور مادی علوم میں کسی قسم کی کوئی دوری نہیں ہے۔ اور اس سلسلہ میں جماعت کو تاکیدی ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے بچوں کی تحصیل علم کی صلاحیتوں کی نشوونما کا

ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی بچہ بھی علم حاصل کرنے سے محروم نہ رہے۔ حضور نے جماعت کو احساس دلاتے ہوئے تعلیمی منصوبہ پر پوری طرح عمل کرنے کی تلقین فرمائی اور اپنی مساعی کو تیز سے تیز تر کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ ابھی اس منصوبہ پر سوال حصہ بھی کوشش نہیں کی گئی۔

نونہالان جماعت کی تعلیمی و تربیتی ترقی ذہنی نشوونما اور جماعت کے دیگر افراد میں علم و عمل کے شعور کو زیادہ سے زیادہ کرنے کے لئے کسی تحریک یا یاددہانی کی ضرورت اس لئے نہیں ہونی چاہیئے کہ یہ ہر فرد جماعت کا اپنا ذاتی مسئلہ ہے اور ہر فرد کو خود یہ احساس ہونا چاہیئے کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ لیکن یہ ہم سب کی خوش بختی نہیں تو اور کیا ہے کہ خلیفہ وقت بار بار۔ بار بار اس امر کی تلقین فرماتے چلے جا رہے ہیں کہ اس پروگرام کو من کل الوجوہ کامیاب کرو۔ اس پروگرام پر ہر لحاظ سے عمل کرو۔ یہ پروگرام تم سب کے لئے مفید ہے۔ یہ پروگرام آئندہ جماعتی ترقی کیلئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ پروگرام آئندہ نسل کے لئے کامیابی و کامرانی اور فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔ اس میں خیر ہی خیر ہے ہر لحاظ سے ہر جہت سے ہر طرح ــــ ،

دعا ہے کہ :ــــ ہ

گہوارۂ علوم تمہارے بنیں قلوب
پھٹکے نہ پاس تک بھی جہالت خدا کرے
زندہ رہیں علوم تمہارے جہان میں
پائندہ ہو تمہاری لیاقت خدا کرے
(المصلح الموعودؓ)

ہ

انصار اللہ کا تیئیسواں مرکزی سالانہ

— اجتماع —

۳۱ اِخاء / اکتوبر یکم و ۲ نبوت / نومبر ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء ربوہ میں منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے تمام مجالس کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ انصار اللہ کا تیئیسواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاءاللہ العزیز مورخہ ۳۱ اِخاء / اکتوبر یکم و ۲ نبوت / نومبر ۱۳۵۹ ہش / ۱۹۸۰ء بروز جمعہ ہفتہ و اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا۔

تمام انصار سے درخواست ہے کہ وہ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کردیں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حروف اور اُن کی ماہیّت

مکرم سید سجاد احمد صاحب ہ/ر دارالرحمت شرقی، ربوہ

تخلیقِ انسان کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اسے بہت سی قوتیں ودیعت فرمائیں۔ اسے اشرف المخلوقات بنایا۔ (ولقد کرمنا بنی آدم (بنی اسرائیل) اور انسان کو دوسری مخلوق سے ممیّز کرنے کے لئے اسے قوتِ بیانیہ عطا ہوئی (خلق الانسان علّمہ البیان) اسے فصاحت اور قوتِ بیان کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں نطق کی بجائے بیان کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس میں زیادہ وسعت ہے۔ نطق میں صرف گویائی شامل ہے لیکن بیان کے لفظ میں گویائی تحریر اور اشارات بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوتِ بیانیہ عطا فرمائی۔ اس نے اظہار کے طریق اور اشارات سکھائے۔ اور ایسی استعداد ودیعت کی کہ اپنے مافی الضمیر کو بیان کر سکے یہاں انسان سے عام انسان کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام اور کامل انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بھی مراد ہے۔

پھر قوتِ بیانیہ کو ضرورت پیش آئی کہ وہ منقش ہو۔ اس کے لئے اللہ جلّ شانہٗ نے عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اور پھر عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کا جلوہ دکھایا۔ اس طرح قوتِ بیانیہ اور قلم ذریعہ بنے حروف کی ادائیگی کا۔ قلم حروف کو منقش کر کے احاطۂ تحریر میں لایا۔ اور قوتِ بیانیہ نے انہیں نطق کے ذریعہ ادا کیا اور دائرہ وسیع ہوا ؎

بات چل نکلی ہے اب دیکھیں کہاں تک پہنچے

یہ نظریہ کہ اوائل میں انسان نے تصویری زبان کا استعمال کیا اور اشارات سے کام لیا ... کرنے کی سعی کی۔ بوجوہ قرینِ قیاس نہیں ہوا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا تو اس کی ... بھی لے لیا گیا۔ ارشادِ باری ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا۔ اللہ تعالیٰ نے اسماء کو ...

اسماء کا علم بخشا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ (التین) یعنی ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی ○ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ○ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ○

(الاعلیٰ ع ۳۰)

اپنے بزرگ و برتر رب کا بے عیب ہونا بیان کر۔ وہ جس نے انسان کو پیدا کیا۔ اور اسے بے عیب بنایا۔ اور جس نے اس کی طاقتوں کا اندازہ کیا اور ان کے مطابق اسے ہدایت دی۔ خلق (پیدا کرنا)، تسویہ (درست بے عیب بنانا) تقدیر (اندازہ کرنا)۔ اور ہدایت (راستہ دکھانا) ان چاروں باتوں کو علی الترتیب علت اور معلول کے سلسلہ میں بیان فرما کر حصولِ ترقی کے لئے راہ سمجھائی گئی ہے۔" (درس القرآن از حضرت خلیفۃ اوّل رض)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال بھی صحیح نہیں کہ ہر ایک بولی انسان کی ہی ایجاد ہے بلکہ کمال تحقیق ثابت ہے کہ موجد اور خالق انسان کی بولیوں کا وہی خدائے قادر مطلق ہے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسان کو پیدا کیا اور اس کو اسی غرض سے زبان عطا فرمائی کہ وہ کلام کرنے پر قادر ہو سکے۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۵ تا صفحہ ۳۰۷)

اسی طرح تصویری زبان کا سمٹ کر علامتوں میں بدل جانا۔ اور پھر کسی خط کا روپ دھار لینا بھی واقعات کے خلاف ہے کیونکہ جب ابتدائی سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو نطق اور علم کلام عطا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام پر حروفِ تہجی کا القاء ہوا (جس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی) تو پھر یہ قیاس کر لینا کہ ایسا ہوا ہوگا۔ درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ نوادرات و عجائبات کا شوق رکھنے والے کسی زمرہ نے محض تفنن طبع کرنا ہ ایسا کوئی خط ایجاد کر دیا ہو۔

تاریخ نے ایسے واضح ثبوت مہیا کئے ہیں جن سے بالبداہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ حروف اللہ تعالیٰ نے انسان کو بذریعہ الہام سکھائے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی وضاحت کے ساتھ اسے بیان فرمایا ہے:

"[illegible] خدا نے انسان کو پیدا کیا۔ اس وقت بذریعہ الہام بولیوں [illegible]

[illegible] موجود تھیں۔ [illegible] ذاتی قابلیت [illegible]

بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی آدم کے لئے رفیق و شفیق نہ تھا کہ جو اُن کو بولنا سکھاتا۔ پھر اپنی تعلیم سے شائستگی اور تہذیب کے مرتبہ تک پہنچایا۔ آدم کے لئے بجز خدا کے اور کوئی نہ تھا۔ جو اس کو بولی سکھاتا۔ اور ادب انسانیت سے ادب آموز کرتا۔ اس کے لئے بجائے استاد، معلم اور ماں باپ کے اکیلا خدا ہی تھا۔ جس نے اس کو پیدا کر کے سب کچھ اس کو سکھایا۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۳۶۹ ۔ ت صفحہ ۳۱۵)

بہت سے مؤرخین اور اہل تحقیق نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ دنیا کی تمام بولیاں (یعنی زبانیں) پہلے پہل بولی جاتی تھیں۔ یعنی قیل و قال، اظہار بیان، گفت و گو اور کلام کا مقصد و مدعا پورا کرتی تھیں۔ کتابت تحریر یا لکھنا اس کے بعد آیا۔ اور ان دانشوروں نے اس سے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ زبان کی بقا کا موجب فی الاصل منہ اور کان ہیں۔ قلم اور آنکھیں نہیں۔ علم اللسان کے سرتاج جیفرسن کا یہ نظریہ ہے۔ وہ لکھتا ہے:-

All languages are **primarily** spoken and only secondarily written down, so the real life of language is in the mouth and ear and not in the pen and eye

(Referred by
Arabic the source of all the languages, p. 7)

پس زبان جو کچھ بولتی ہے اور کان جو کچھ سنتے ہیں اور پھر آنکھوں کی مدد سے قلم سے جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ حروف کا مجموعہ ہوتا ہے اور حروف اللہ تعالیٰ نے انسان پر نازل کئے۔

بائیبل میں یوحنا کی پہلی آیت میں یہ ذکر موجود ہے کہ سب سے پہلے W O R D عالم وجود میں آیا۔

۱۹۶۱ء میں انگلستان کی بائیبل سوسائیٹیوں نے نئے عہد نامہ کا ایک متفقہ ترجمہ THE NEW ENGLISH BIBLE شائع کیا اس میں انجیل یوحنا کی پہلی آیت کا ترجمہ یوں ہے:-

When all things began, the word already was. The word dealt with God, and what God the word was.

جب تمام چیزوں کا آغاز کیا تو کلمہ پہلے سے موجود تھا وہ خدا میں تھا پس جو خدا تھا وہی کلمہ تھا۔

بائیبل کے بہت بڑے عالم جیمس مفٹ نے اس کا یہ ترجمہ کیا۔

The Logas existed in the very beginning.
The Logas was with God.
The Logas was divine.

ابتداء میں لوگاس یعنی کلمۂ کُن تھا۔ یہ کلمہ خدا کے ساتھ تھا۔ ہاں یہ خدائی کلمہ تھا۔

"لوگاس" یونانی فلسفہ کی اصطلاح ہے۔ سکندریہ کے یہودی فلاسفر فائلو نے اسے کلمۂ کُن کے معنوں میں پیش کیا ہے۔

صاحبِ قاموس فرماتے ہیں کہ لفظ "حرف" کا اطلاق حرفِ لغوی یعنی حرفِ ہجا پہ ہے جو کلمہ کا مادہ ہے حرف کی جمع حروف یا احرف ہے اور یہ عربی کا لفظ ہے۔

حروفِ ہجا کو حروفِ تہجی، حروفِ مبانی۔ حروفِ معجم۔ حروفِ منفردہ۔ مفردات۔ حروفِ منفصلہ اور مقطعات بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں انہیں ALPHABETS کہا جاتا ہے۔

علامہ بونی نے شمس المعارف الکبریٰ میں فرمایا ہے:۔

"اِنَّ سرّ کلّ امّۃ فی کتابھا۔ وسرّ کتاب اللہ تعالیٰ فی الحروف، والحروف مختلفۃ الاشکال"

• یقیناً ہر ایک امت کا بھید اس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف میں۔ اور حروف کی مختلف شکلیں ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحاتِ مکیہ میں ارشاد فرمایا:۔

"انّ الحروف ائمّۃ الالفاظ شھدت بذلک السن الحفّاظ"

یقیناً حروف الفاظ کے امام ہیں اور اس پر یادرکھنے والوں کی زبانیں گواہ ہیں۔

شیخ علی ودہ نے کتاب محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر میں تفسیر الفصول کے حوالہ سے تحریر فرمایا ہے:۔

"اوّل ما نزل علی آدم علیہ السلام عشر صحف اوّل لیلۃ من شھر رمضان وکان فیھا سورۃ المقطعۃ بحروف۔ وکان فی الصحف الحروف التسع والعشرون"

یعنی سب سے پہلے جو چیز حضرت آدم علیہ السلام پر ماہ رمضان کی پہلی رات نازل ہوئی وہ دس صحیفے تھے اور ان میں سورۃ مقطعہ بھی تھا اور ان صحیفوں میں ۲۹ حروف تھے۔

علامہ بونی نے مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حروف عربی تھے۔

"وھی نبویۃ بہذا عربیۃ وفیھا اسرار جمیع الکتب والصحف"

المنزلة و زیادة علیها"

اور یہ حروف چونکہ عربی کے تھے اس لئے انھوں نے ان کا نام حروفِ عربی رکھا۔ اور ان (یعنی حروف) میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار ہیں اور ان کے علاوہ مزید اسرار بھی ہیں۔

مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی کتاب سبحۃ المرجان فی آثارِ ہندوستان (محررہ ۱۱۷۷ ہجری) میں حضرت آدم علیہ السلام کا ملکِ ہند میں مبعوث ہونا ثابت کیا ہے۔ انھوں نے بھی لکھا ہے کہ:-

"اللہ تعالیٰ نے جب ازل میں اپنے اسماء صفات اور اپنے انوار و تجلیات کا ظہور چاہا تو اس نے مخلوق کو پیدا کیا اور حقائق کو ظاہر کیا۔ یہاں تک کہ ان کے آخری کامل مظہر تک منتہی ہوا جو اس کی صورت میں جلوہ گر ہوا اور اس کی تعلیم صفات کے زیور سے آراستہ ہوا اور وہ نوعِ انسان ہے اور نوعِ انسان کا مبداء جو کہ فاتح انام ہوا حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور اسے اپنی جنابِ مقدس کے لئے خلیفہ منتخب کیا اور اپنے مقدس اسماء اسے سکھائے پھر اسے آسمان سے زمین پر اتارا اور نفوس ملکیہ کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا .... اور قیامت تک اس کے احکام جاری کر دیئے اور علوم الٰہیہ کو پھیلایا اور مخفی غیبی امور کو ظاہر کیا .... الخ"

بعض اہلِ تحقیق نے حروفِ تہجی کی تعداد ۲۹ بتائی ہے اور "لا" کو ایک حرف قرار دیا ہے۔ بعض نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے ہمزہ (ء) کو بھی حرف قرار دیا ہے۔ اس طرح ۲۹ کی گنتی پوری کی ہے لیکن اس میں بھی کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر اہلِ علم کا خیال ہے کہ ہمزہ حروفِ تہجی میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ جاربردی نے شرح شافیہ میں ہمزہ کو حروفِ تہجی میں شمار نہ کرنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ہمزہ کی اپنی کوئی شکل نہیں۔ یہ کبھی واؤ کی شکل اختیار کر لیتا ہے، کبھی یا اور کبھی الف کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ اسی طرح "لا" کو اس لئے حرف تسلیم نہیں کیا جا سکتا اور حروفِ تہجی میں اس کا شمار نہیں آتا کہ یہ ل اور ا کا مجموعہ ہے۔ اور یہ ایک حرف نہیں بلکہ دو ہیں۔

المختصر عربی حروفِ تہجی کے ۲۸ حروف مسلم ہیں اور یہ ایک مکمل نظامِ حروف کے آئینہ دار ہیں اور اس نظام میں عجیب و غریب اسرار و رموز اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ عربی کے حروفِ تہجی یہ ہیں:-

ا ب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ی۔

اور ان ہی حروف کی اساس پر ابجد آدم ہے جو سات کلمات پر مشتمل ہے اور ہر کلمہ چار حروف کا مجموعہ ہے اس طرح کل ۲۸ حروف بنتے ہیں۔ وھو ھذا:

أَبِتَثْ ، جَحِخَذْ ، دَرِزَسْ ، شَصِضَطْ ، ظَعِغَفْ ، قَكِلَمْ ۔
نِوهِيْ ۔

ابجد آدم اولین ابجد ہے اس کے بعد ابجد کی ایک اور قسم منصّۂ شہود پر آئی جو ابجد نوحی یا ابجد ادریس کے نام سے موسوم ہے۔ اور باقی تمام مروجہ ابجدیں اسی سے ماخوذ ہیں جو ایک الگ موضوع ہے

بعض اہل تحقیق نے ابجد آدم کی تعریف کی ہے کیونکہ اس میں حروف تہجی کی مروجہ ترتیب کو مدنظر رکھا گیا ہے لیکن آج کل یہ ابجد متروک ہے۔ ابجد نوحی یا ابجد ادریس مروّج ہے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کیوں متروک ہوئی لیکن اگر کوئی اس ابجد کے مطابق اعداد نکالے تو محلِ اعتراض نہیں بلکہ اسے خلف الرشید کہا جائے گا۔ کہ اس نے اول البشر حضرت آدمؑ کی ابجد کو زندہ کیا۔

صاحب ملحق تسلیم نے لکھا ہے کہ ابجد آدم کے ہر ایک کلمہ میں پہلا حرف مفتوح (زبر سے) دوسرا مکسور (زیر سے) تیسرا مضموم (پیش سے) اور چوتھا ساکن (جزم سے) ہے۔

ماحصل یہ کہ حروف تہجی عربی کا معلّم اول و منزّل اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ ہے اور ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام وہ پہلا شخص ہیں جن پر حروف تہجی نازل ہوئے اور ان حروف کا علم انہیں دیا گیا۔ اور ان کے اسرار و رموز ان پر کھولے گئے۔ ان حروف کی صراحت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی اور تمام کتب اور صحف کے اسرار و رموز حروف عربیہ میں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی شرح و بسط سے حروف کے اسرار و رموز پر روشنی ڈالی ہے اور متعدد جگہ اس کا اظہار فرمایا ہے اپنی معرکہ آراء کتاب "منن الرحمان" میں فرماتے ہیں:۔

"یہ بات ببداہت معلوم ہوتی ہے خدا تعالیٰ نے اپنی صفات اور افعال اور ارادوں کی چہرہ نمائی اور نیز اپنے فعل اور قول کی تطبیق کے لئے زبان عربی کو ایک متکفل خادم پیدا کیا ہے اور ازل سے یہی چاہا ہے کہ الٰہیات کے سرّ مکتوم اور قفل کے لئے یہی زبان کنجی ہو"
(منن الرحمان ص۲۲)

عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کی بحث ایک الگ بحث ہے اور اس ضمن میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اپنی کتب میں بڑی صراحت کے ساتھ، دلائل و براہین سے یہ ثابت کیا ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کی اصل زبان عربی ہے اور اسی سے تمام زبانیں نکلی ہیں۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر

ایک ایسی محققانہ کتاب ہے کہ جس سے Arabic the source of all languages, کی کتاب
زبان عربی کا ام الالسنہ ہونا قطعیت کے ساتھ ثابت ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے زبان عربی حروف تہجی سے بنی ہے اور حروف کے متعلق متذکرۃ الصدر حوالہ جات کے علاوہ ان کی ماہیت کو سمجھنے کے لئے حضرت محی الدین ابن عربیؒ کا یہ قول بھی معنی خیز ہے فرماتے ہیں:-

"حروف دیگر امتوں کی طرح امم کی صورت میں ہیں۔ حروف کی صورتوں کے اندر ارواح مدبرہ ہیں جو زندہ اور بولنے والی ہیں اور اپنے پروردگار کی تسبیح کرتی ہیں۔"

اور حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے اپنے اس قول کو اپنے اور دیگر ارباب کشف سے منسوب کیا ہے اور درحقیقت اُن کا یہ قول قرآن کریم کی بہت سی اس قسم کی آیات سے مطابقت رکھتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتی ہے جیسا کہ فرمایا:-

"يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ" (جمعہ ۲)

آسمان اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔

"اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ۔ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝"

(النور : ۴۲)

کیا تو دیکھتا نہیں کہ اللہ وہ ہے جو آسمان اور زمین میں بستے ہیں سب اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور پرندے صف باندھے ہوئے اس کے سامنے حاضر ہیں ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی پیدائش کے مطابق اپنی نماز اور اپنی تسبیح کو جانتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

"وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ"

(بنی اسرائیل : ۴۵)

اللہ تعالیٰ کے محامد و محاسن سے ہر شئے کو حصہ ملا ہے جس کی وجہ سے ہر چیز زبان حال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید میں مشغول ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ انسان اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے اس کے فوائد کو نہ سمجھ سکے۔

"تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ"

ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں بسنے والے ہیں اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

پس حضرت محی الدین ابن عربیؒ کا یہ قول کہ "حروف کی صورتوں کے اندر ارواح مدبّرہ ہیں، جو زندہ اور بولنے والی ہیں اور اپنے پروردگار کی تسبیح کرتی ہیں۔" متذکرۃ الصدر آیات قرآنیہ کی روشنی میں صادق ہے۔

علاوہ ازیں مطابق ارشاد باری ہر چیز اللہ تعالیٰ کے محامد و محاسن بیان کرتی ہے لیکن انسانی عقل اسے سمجھنے سے قاصر ہے۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت سے حوالہ جات میں سے ایک حوالہ پیش ہے۔ "آئینہ کمالات اسلام" میں حضورؑ فرماتے ہیں :-

"اور یہ کہنا کہ ہم اس طرح پر وحی کو نہیں مان سکتے کیونکہ وہ عقل انسانی کے مافوق ہے۔ سو اس کا یہی جواب ہے کہ عقل انسانی اگر ایک ثابت شدہ صداقت کو اپنے فہم و ادراک سے بالا سمجھے تو وہ صداقت صرف اس وجہ سے ردّ کرنے کے لائق نہیں ٹھہرے گی کہ عقل اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی .... وحی سماوی ایک ثابت شدہ صداقت ہے جو اپنے اندر اعجازی قوت رکھتی ہے اور علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ اور ہم اس دعویٰ کے ثابت کرنے کے ذمہ دار ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱۷)

حروف اور الفاظ مقررہ اللہ جلّشانہٗ نے انسان کو سکھلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس کی تصدیق فرمائی ہے اور اپنی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے:-

"تعلیم زبان خدا کی طرف سے ہے پس الفاظ اور حروف مقررہ خدا ہی نے انسان کو سکھائے ہیں۔ انسان نے ان کو اپنی عقل سے ایجاد نہیں کیا۔ جس بات کو انسان ایجاد کرتا ہے۔ وہ صرف ترکیب کلمات ہے۔ پس فقط یہ امر انسان کا اختیاری اور کسبی ہے کہ کسی مضمون کے ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے ایک عبارت تیار کر سکتا ہے جس میں کوئی فقرہ کسی جگہ پر اور کوئی فقرہ کسی جگہ پر وضع کرتا ہے۔ اور کسی ترکیب کو کسی محل پر اور کسی ترکیب کو کسی محل پر رکھتا ہے۔ سو یہی املا انشاء اس کی اپنی طرف سے ہوتا ہے .... اس جگہ یہ بات بھی بخوبی یاد رکھنی چاہیئے کہ جیسے عناصر جسم انسان کے خدا کی طرف سے ہیں ایسا ہی عناصر کلام کے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور عناصر کلام سے مراد ہماری حروف اور الفاظ اور چھوٹے چھوٹے فقرہ ہیں جس پر تعلیم زبان کی موقوف ہے۔ جیسے خدا ہے، بندہ فانی ہے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ وغیرہ۔ یہ سب عناصر کلام ہی ہیں جو خدا نے اپنی طرف سے انسان پر ظاہر کئے ہیں۔"

(براہین احمدیہ ص۳۹۹، ص۴۰۱ حاشیہ)

[illegible] ایات ذاکرہ [illegible] تعلیم کا پتہ [illegible]:-

"درخت کی عمر کا اندازہ اس کے تنے کے غیر مرکزی دائروں سے لگایا جاسکتا ہے لیکن زبان ایک ایسی شے ہے کہ اس میں نہ تو درختوں کی طرح غیر مرکزی دائرے ہیں نہ گھوڑوں کی طرح دانت اور نہ ہی کسی روزنامچہ میں اس کی تاریخ پیدائش درج ہے کہ جس سے اس کی عمر کا صحیح تعین کیا جا سکے۔ اس کا سراغ لگانے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے ——— تحقیق اور تحقیق ——— اور زیادہ تحقیق" (اردو زبان کی قدیم تاریخ از عین الحق فریدکوٹی)

بابائے اردو مولوی عبدالحق صاحب فرماتے ہیں:۔

"زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اسے ایجاد کر سکتا ہے۔ جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی ہے پتے نکلتے۔ شاخیں پھیلتیں، پھول لگتے ہیں اور ایک دن وہی ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے" (مقدمہ قواعد اردو)

جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لیکچر جو "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے نام سے شائع ہوا۔ اس میں حضور نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے دلائل دیئے ہیں اس امر کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ عربی کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"ہم منن الرحمٰن میں ثابت کر چکے ہیں کہ عربی کے الفاظ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے منہ سے نکلے ہیں اور دنیا میں فقط یہی ایک زبان ہے جو خدائے قدوس کی زبان اور قدیم اور تمام علوم کا سرچشمہ اور تمام زبانوں کی ماں اور خدا کی وحی کا پہلا اور آخری تخت گاہ ہے اور خدا کی پہلی وحی کا پہلا تخت گاہ اس لئے کہ تمام عربی خدا کا کلام تھا جو قدیم سے خدا کے ساتھ تھا۔ پھر وہی کلام دنیا میں اترا اور دنیا نے اس سے اپنی بولیاں بنائیں۔ اور آخری تخت گاہ خدا کا اس لئے لغت عربی ٹھہری کہ آخری کتاب خدائے تعالیٰ کی جو قرآن شریف ہے۔ عربی میں نازل ہوئی" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۹۴)

اور منن الرحمٰن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"الحمد للہ رب العلمین ذی المجد والفضل والاحسان خلق الانسان علمہ البیان ثم جعل من لسان واحدۃ السنۃ فی البلدان کما جعل من لون واحد انواع الالوان وجعل العربیۃ اما لکل لسان۔"

تمام تعریفیں اس اللہ کو ہیں جو رب اور رحمان ہے۔ بزرگی اور فضل اور احسان اس کی صفات

ہیں انسان پیدا کیا اس کو بولنا سکھایا پھر ایک زبان سے کئی زبانیں شہروں میں کر دیں جیسا کہ ایک رنگ سے کئی رنگ انواع و اقسام کے بنا دیئے۔ اور عربی کو ہر ایک زبان کی ماں ٹھہرایا۔"
(منن الرحمان صفحہ ۲۱، صفحہ ۲۲)

خلاصہ کلام یہ کہ حروف علوم اولین و آخرین کی بنیاد و اساس اور آئمۃ الالفاظ ہیں اور

- الفاظ اور حروف مقررہ خدا ہی نے انسان کو سکھائے ہیں۔
- عناصر کلام (یعنی حروف، الفاظ اور چھوٹے چھوٹے فقرات) بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔
- سب سے پہلے WORD عالم وجود میں آیا۔
- متعدد اسرار و رموز حروف کی صورت میں خدائے علیم و خبیر نے انبیاء و اولیاء اور بہت سے اہل اللہ پر منکشف کئے۔ جو اپنے وقت پر الم نشرح ہوئے۔
- خدا تعالیٰ نے ازل سے یہی چاہا ہے کہ الہیات کے سر مکتوم اور قفل کے لئے یہی زبان (عربی جو حروف تہجی کا مجموعہ ہے) کنجی ہو۔
- حروف کے ذریعہ تمام کامل صداقتیں ظہور میں آئیں
- حروف اور مذہب کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔
- حروف کی صورتوں کے اندر ارواح مدبّرہ ہیں جو زندہ اور بولنے والی ہیں۔
- قرآن کریم میں علم الحروف کی طرف اشارات ہیں۔
- ہر ایک امت کا بھید اس کی کتاب میں ہے اور کتاب اللہ کا بھید حروف میں۔
- حروف میں تمام نازل شدہ کتابوں اور صحیفوں کے اسرار و رموز ہیں۔
- حروف کے اندر ایک مربوط مضمون ہے
- حروف الفاظ کے امام ہیں۔
- حروف اسرار و رموز کا گنجینہ ہیں۔
- حروف کی تاثیرات ہیں۔
- دنیا بھر کی زبانیں حروف میں لکھی جاتی ہیں۔

زیر نظر مضمون حرفِ آخر نہیں ہے بلکہ اولی الالباب کے لئے دعوتِ فکر و عمل کا ایک لامتناہی سلسلہ منہوز ہے۔ ع

"یغوص البحر من طلب اللآلی"

○

جناب چوہدری شبیر احمد صاحب قائد تحریکِ جدید

انصار اللہ کی ذمہ داریاں

اللہ تعالیٰ سورۂ صف میں فرماتا ہے :-

یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ کَمَا قَالَ عِیْسَی
ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ
نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَکَفَرَتْ
طَّآئِفَۃٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ

(۱/۲۸ سورۂ صف مدنی)

اے مومنو تم اللہ کے (یعنی اس کے دین) کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے (قریب لے جانے والے) کاموں میں میرا کون مددگار ہے. تو وہ بولے ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں. پس بنی اسرائیل کا ایک گروہ تو ایمان لے آیا۔ اور ایک گروہ نے انکار کر دیا جس پر ہم نے مومنوں کی ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور مومن غالب آ گئے.

اس آیت کریمہ میں مسیح موسوی سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم　　انصار کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ آیت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ مامورین کی جماعتوں پر بھی کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ مامور وقت یا اس کے خلیفہ کو یہ آواز بلند کرنی پڑتی ہے کہ من انصاری الی اللہ۔ مسیح موسوی کے زمانہ میں اس مقدس آواز کے جو نتائج پیدا ہوئے وہ قال الحواریون نحن انصار اللہ میں بیان ہوئے ہیں۔ دورِ محمدی کے انصار نے اس مقدس آواز پر جس طرح لبیک کہا اور اللہ کے دین کی جس طرح اپنے خون سے آبیاری کی۔ اس سے تاریخ اسلام کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور خالق کائنات کی طرف سے ان کے حق میں رضی اللہ

عنہم ورضوا عنہ کی عظیم الشان سند موجود ہے۔ اور پھر کے انصار نے صحابہ کرامؓ کے رنگ میں رنگین ہو کر جس طرح جان و مال کے نذرانے پیش کئے وہ تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

"اس زمانے میں جس میں ہماری جماعت پیدا کی گئی ہے کئی وجوہ سے اس جماعت کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ وہ معجزات اور نشانوں کو دیکھتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے دیکھا۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دل آزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہؓ نے حاصل کی۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نمازوں میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور الہام الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں کہ اپنی محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔"

(ایام الصلح)

ر انصار کی اکثریت ابھی زندہ تھی۔ یعنی ۱۹۱۱ء میں جبکہ خلافت اولیٰ کے جاں نثار اور فداکار سپاہی حضرت مرزا بشیر الدین محمود کے ایک خواب کی بنا پر من انصاری الی اللہ کی دعوت پھر بلند کی گئی۔ خلیفۂ وقت کی اجازت سے انصار کی جو ذمہ داریاں اس وقت متعین کی گئیں۔ ان کا ذکر یقیناً ہمیں ہماری موجودہ ذمہ داریوں کو سمجھنے میں مدد و معاون ہوگا۔ جو یہ تھیں۔

۱- اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ حتی الوسع تبلیغ کے کام میں لگا رہے۔ اور جب موقع ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے جو اپنے گاؤں اور شہروں میں کر سکیں وہاں کریں جنہیں زیادہ موقعہ ملے۔ اور علاقہ میں بھی۔

۲- ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ قرآن شریف اور احادیث کے پڑھنے پڑھانے میں کوشاں رہے۔

۳۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہوگا کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے افراد آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں آپس میں کوشاں رہیں اور لڑائی جھگڑوں سے بچیں خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کرلیں۔ ورنہ حضرت خلیفۃ المسیح سے دریافت فرمالیں۔

۴۔ ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچیں جو اتفاق و اتحاد کو کاٹتی ہیں۔

۵۔ ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کے یہ کام سپرد ہو اطلاع دیں کہ انہوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

۶۔ اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے لئے دعا کریں۔ اور حدیث صحیحہ کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں۔ اور حدیث تہادوا تحابوا[۱] پر عمل کریں اور عام طور سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں۔ اور بوقت مشکل مدد کریں۔

۷۔ تسبیح و تحمید میں کوشش کریں اور چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لاکھوں کروڑوں احسانات ہیں ان پر کثرت سے درود بھیجیں۔

۸۔ اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔

۹۔ نماز پابندیٔ اوقات سے ادا کریں۔ اور نوافل صلوٰۃ و صدقہ اور روزہ کے لئے بھی کوشش کریں۔ کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں

تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ جن انصار نے اس دور میں خدمت دین کا جوا اپنی گردنوں پر رکھا۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریوں کو پورے اخلاص۔ استقلال اور جواں مردی سے نبھایا اور تبلیغ کے میدان میں علم و فضل اور فداکاری کے قابل قدر نمونے قائم کئے۔

انصار کی تنظیم ۲۶ جولائی ۱۹۴۰ء کو ایک نئے اور مستقل دور میں داخل ہوئی جبکہ حضرت المصلح الموعود نے چالیس سال سے زائد عمر کے مرد احمدیوں کو "انصار اللہ" جیسا پیارا خطاب فرمایا۔ ہماری بڑی خوش قسمتی ہے کہ ہم اس خطاب کے حامل ہیں۔ اور اب ہم اس مقام پر کھڑے

---

[۱] آپس میں تحائف کا تبادلہ کیا کرو اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے

ہیں۔ جہاں سے ہم نے مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہِ کا اپنے ایمان اور عمل سے جواب پیش کرنا ہے۔ گویا قولاً اور عملاً ہماری ذمہ واریاں وہی ہیں۔ جو السابقون الاولون انصار کے کندھوں پر رکھی گئی تھیں۔

اصل ذمہ واریوں کو بیان کرنے سے پہلے ضمناً یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ خدمتِ دین کی عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے صرف آرزوئیں اور تمنائیں ہی کافی نہیں۔ بلکہ صحت مند دماغ کے ساتھ صحت مند جسم ہونا بھی از بس ضروری ہے۔ صحت کے اصولوں کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کرنا اگرچہ ماہرین طب کا کام ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں ہمارے محبوب امام حضرت المصلح الموعود کی چند ہدایات یقیناً ہماری راہ نمائی کا باعث ہوں گی۔ انصار کو خطاب کرتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

"صحت کا ہونا قومی مفاد کے لئے بھی ضروری ہے۔ صحت کی خرابی سے غصہ اور چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ صحت کی درستی اوقات کی پابندی پر بھی منحصر ہے۔ نیند اور صحت کا خیال نہ رکھنے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔"

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ایک اجتماع کے موقعہ پر بڑے اچھوتے انداز میں انصار کو صحت کی طرف متوجہ فرمایا تھا۔ فرمایا۔

"عرصہ ہوا میں نے آپ کو ایک اطلاع دی تھی آپ انصار کو۔ میرا خیال ہے کہ آپ میں سے بہت سے وہ بات بھول چکے ہیں۔ میں نے آپکو بتایا تھا کہ انصار جوانوں کے جوان ہیں بوڑھے نہیں ہیں۔ اپنے آپ کو جوانوں کے جوان سمجھیں یہ فقرہ بہت سی ذمہ واریاں انصار پر عائد کرتا ہے۔ ایک تو ہمیں یہ فقرہ اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ۔ تیرے نفس کے بھی تجھ پر بہت سے حقوق ہیں۔ ان حقوق میں سے پہلا بنیادی حق یہ ہے کہ اپنی صحتوں کو ٹھیک رکھا جائے۔" (سالانہ اجتماع)

جن اہم ذمہ داریوں کو ہم نے اپنے کندھوں پر برضا و رغبت اٹھایا ہے وہ ہمارے مقدس ائمہ کی بالغ نظری کے تحت انصار اللہ کے عہد میں سمو دی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی توحید اور سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتے ہوئے ہم کہتے ہیں:۔

"میں اقرار کرتا ہوں کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد

کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

اس عہد کی رو سے ہماری ذمہ داریوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ احمدیت کی مضبوطی ۲۔ اس کی اشاعت

۳۔ خلافت کی حفاظت ۴۔ اولاد کی تربیت

ان اہم ذمہ داریوں کو کماحقہ نبھانے کے لئے انصار بھائیوں کو ہر ذمہ داری کے متناسب حال سورۂ فاتحہ میں مذکور اللہ تعالےٰ کی چار بنیادی صفات کے رنگ میں رنگین ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۂ فاتحہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"جو شخص عام مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے کہ جیسا کہ وہ قرآن شریف کے سورۂ فاتحہ میں پنج وقت اپنی نماز میں اقرار کرتا ہے کہ خدا رب العالمین ہے۔ اور خدا رحمٰن ہے اور خدا رحیم ہے۔ اور خدا ٹھیک ٹھیک انصاف کرنے والا ہے۔ یہی چاروں صفتیں اپنے اندر بھی پیدا کرے۔ ....

پھر فرمایا:۔

"خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور نیز غیر انسان کا مربی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا کی عبادت کرنے والا ہے۔ خدا کی اس صفت کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اور اس کو پسند کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرے تا اپنے محبوب کے رنگ میں آجائے۔ ایسا ہی خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کو یہ دعوےٰ ہے کہ میں خدا کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔ ضرور یہ خُلق بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنی کسی کے نیک کام میں اس کی تکمیل کے لئے مدد کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جو خدائی صفات کا عاشق ہے۔ اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے ایسا ہی خدا کا انصاف جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضے سے دیا ہے نہ نفس کے جوش سے۔ یہ بھی ایک ایسی صفت ہے کہ سچا عابد جو تمام الٰہی صفات کو اپنے

اندر لینا چاہتا ہے۔ اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور راستبازی کی خود بھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لئے ان صفتوں کو پسند کرتا ہے۔ ایسا ہی اپنے نفس کے لئے بھی یہی پسند کرے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

وقف جدید

اور

انصار اللہ کی ذمہ واریاں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "نشان آسمانی" کے صفحہ پر ضروری اشتہار مورخہ ۱۸۹۲/۵/۲۶ میں فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔۔ اس عاجز کا ارادہ ہے کہ اشاعت دین اسلام کے لئے ایسا احسن انتظام کیا جاوے کہ ممالک ہند میں ہر جگہ ہماری طرف سے واعظ و مناظر مقرر ہوں اور بندگان خدا کو دعوت حق کریں۔ تا حجتِ اسلام تمام روئے زمین پر پوری ہو

ہم لوگوں کا جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطاب من انصاری الی اللہ کے جواب میں " نحن انصار اللہ" کہا ہے۔ ایمانی فرض ہے کہ حضور اقدس کے مندرجہ بالا منشاء مقدس کی تکمیل کے لئے جو وقف جدید کی الٰہی تحریک قائم ہوئی ہے اس کو کامیاب کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی پیش کریں۔

زعماء کرام و ناظمین کرام اپنی ماہانہ رپورٹوں میں معین اعداد و شمار کے ساتھ اس امر کا تذکرہ فرمایا کریں کہ انصار اللہ کی کوشش و تعاون سے ان کی جماعت کے ادائیگی چندہ وقف جدید یا حصول وعدہ جات میں کس قدر اضافہ ہوا۔

(قائد وقف جدید انصار اللہ مرکزیہ)

جناب مولوی غلام باری صاحب سیف

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ

حسب و نسب :۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب وہ خوش نصیب ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نسبتی بھائی ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ آپ سیدہ نصرت جہاں بیگم کے بھائی اور حضرت میر ناصر نواب صاحب کے فرزند تھے۔ سلسلہ نسب کے لحاظ سے حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب حضرت امام حسین علیہ السلام کی چوالیسویں پشت میں سے تھے۔ آپ کا خاندان حسینی سادات سے تھا۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ۱۹۰۱ء میں ایف۔ ایس سی کے امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے۔ حکومت کی طرف سے وظیفہ پایا۔ اور ڈاکٹری میں داخلہ لیا۔ ابھی آپ کے آخری سال کا نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا۔ "اسسٹنٹ سرجن" چنانچہ ۱۹۰۵ء میں آپ تمام پنجاب میں اوّل رہے اور پہلی بار آپ کا تقرر دہلی میں بحیثیت اسسٹنٹ سرجن ہوا۔ آپ ایک ماہر سرجن تھے۔ آپ کے پیشہ کی شہرت کی وجہ سے دور دراز سے مریض آپ کے پاس پہنچتے۔ جب آنکھوں کے اپریشن کے ایام آتے تو جس ہسپتال میں بھی آپ متعین ہوتے۔ وہ آئی کیمپ کی صورت اختیار کر جاتا۔ ملازمت کے دوران جو سبق آموز دلچسپ واقعات آپ کو پیش آئے۔ اسے آپ نے "آپ بیتی" کے نام سے شائع کروا دیا۔

پاکیزہ رزق :۔

آپ بیتی میں ملازمت کے دوران کا ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک بار ایک شخص آیا۔ اس نے اپنی کسی نجی ضرورت کے لئے بیماری کا سرٹیفکیٹ بنوانا چاہا۔ آپ نے غلط سرٹیفکیٹ دینے سے انکار کر دیا تو وہ فیس کی پیشکش بڑھاتا چلا گیا۔ لیکن آپ کا ایک ہی جواب تھا کہ میں غلط سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔

غرباء کا مفت علاج :۔

محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائل پوری فرماتے ہیں کہ جن دنوں میر صاحب لائل پور میں متعین تھے۔ آپ

مجھے فرمایا:۔

"اگر کسی غریب احمدی یا غیر احمدی مریض کو علاج کی ضرورت ہو تو آپ مجھے بتلا دیا کریں۔ میں اس کے گھر جا کر بلا فیس اس کا علاج کروں گا"

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ نے بتایا کہ ابا جان فرمایا کرتے تھے۔ مجھے فیس لینے میں سخت حجاب ہوتا۔ میں اس غرض کے لئے ہاتھ نہ بڑھا سکتا تھا۔ اس زمانہ میں چاندی کے روپے ہوتے تھے۔ مریض میری جیب میں فیس ڈال دیتے بعض دفعہ گھر آکر جب جیب خالی کی جاتی تو ان میں سے اکثر کھوٹے ہوتے تھے

مرضی مولےٰ از ہمہ اولےٰ:۔

جن دنوں آپ گورداسپور میں متعین تھے۔ ملک مولا بخش صاحب بھی وہیں ملازم تھے۔ جب میر صاحب کا وہاں سے تبادلہ ہوا تو انہوں نے میر صاحب سے عرض کیا میر صاحب آپ کوشش کریں کہ یہاں رہ جائیں فرمایا میں کیوں کوشش کروں اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ ملک صاحب نے عرض کی۔ قادیان کے قریب رہیں گے ہر ہفتہ کے روز سائیکل پر قادیان جایا کریں گے۔ میر صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کیا معلوم ہے کہ قادیان کے قریب رہنا یا اس طرح قادیان جانا میرے دین و دنیا کے لئے مفید ہوگا۔ میں تو وہاں ہی رہنا چاہتا ہوں۔ جہاں میرا خدا مجھے رکھے۔ وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے کہ میرا کہاں رہنا مفید ہے۔

اللہ تعالےٰ کے لئے غیرت:۔

آپ بیتی میں فرماتے ہیں ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے۔ آپ کی پھوپھی زاد آپ کو ملنے آئیں۔ ان کی چھوٹی بچی فوت ہو گئی تھی وہ اس صدمہ کو بھلانے آئیں۔ باتوں باتوں میں انہوں نے ایک سے زائد بار کہا۔ اگر ڈاکٹر صاحب میرے پاس ہوتے تو میری بچی نہ مرتی۔ جب انہوں نے یہ کلمہ بار بار دہرایا۔ تو مجھے خدا تعالےٰ کے متعلق بڑی غیرت آئی۔ اور میں نے کہا اب ان کے ہاں لڑکا ہوگا۔ اور وہ میرے زیر علاج رہ کر میرے ہی ہاتھوں میں مرے گا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ چھ سال بعد ۱۹۱۳ء کو وہ پھر میر صاحب محترم کو ملنے آئیں۔ اس وقت ان کی گود میں لڑکا تھا۔ اثناء سفر بچے کے لئے تھرماس میں گرم دودھ لے کر بچے کو پلاتی آئیں۔ یہ دودھ پھٹا ہوا تھا۔ دوسرے دن سے لڑکے کو سبز رنگ کے دست آنے لگے۔ دس پندرہ دن تک بچے کا ہر ممکن علاج کیا۔ دوسرے ڈاکٹروں کو بھی دکھایا۔ لیکن بچہ کو اچھا نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ اور دو ہفتہ بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔

دار الصفہ:۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں کچھ ایسے نوجوان رہتے تھے جو دن کے وقت

جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر گزارہ کرتے اور رات کو دینی تعلیم حاصل کرتے۔ یہ درویش اصحاب الصفہ کہلاتے تھے۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب نے قادیان میں مکان بنوایا تو اس کا نام دار الصفہ رکھا مسیح موعودؑ کے صوفی درویش صحابی نے ریٹائرڈ ہونے کے بعد اس میں قیام کیا۔ سیدہ حضرت ام متین فرماتی ہیں۔ آپ کو اشارہ ہوا کہ عزیز ترین چیز راہ خدا میں قربان کرو۔ چنانچہ عمر بھر کی پونجی سے بنا ہوا وہ مکان راہ خدا میں وقف کر دیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عشق :۔

حضرت میر صاحب کے جسم کا ہر ذرہ عشق رسول سے معطر تھا۔ آپ نے اس گھر میں پرورش پائی تھی جہاں عشق رسول سب سے سوا تھا۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ ابی وامی کے عشق میں گداز تھے اور یہی مسلمان کی متاع ایمان اور مدار نجات ہے۔ جب تک دل کی گہرائیوں عشق رسول سرایت نہ کر چکا ہو۔ زبان میں لذت پیدا نہیں ہوتی۔ حضرت میر صاحب نے نثر اور نظم دونوں میں اپنے آقا کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ آپ اپنی ایک مشہور نعت میں فرماتے ہیں :۔ ؎

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السّلام

علمدارِ عشّاقِ ذاتِ یگاں ؛ سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
معارف کا اک قلزمِ بیکراں ؛ افاضات میں زندہ جاوداں

پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
علیک الصّلوٰۃ علیک السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت :۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ حضور مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کی حد تک محبت تھی اور حضور علیہ السلام کو بھی آپ سے بہت تعلق تھا۔ ۱۹۰۶ء میں جب صدر انجمن کا قیام عمل میں آیا تو حضور مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو اس کا ممبر نامزد فرمایا۔ ۱۹۲۴ء میں جب حضور خلیفۃ المسیح الثانی انگلستان کے سفر پر روانہ ہوئے تو آپ نے حضرت میر صاحب کو ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔ اس موقعہ پر حضرت میر صاحب کے بارے میں خلیفۃ المسیح نے فرمایا :۔

"ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت بلکہ عشق خاص طور پر پایا جاتا ہے اس محبت کی وجہ سے روحانیت کا ایک خاص رنگ ان میں پیدا ہو گیا ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت درجہ احترام کے باوجود میر صاحب کا حضور مسیح موعود سے بے تکلفی کا بھی تعلق تھا سیدہ ام متین فرماتی ہیں۔ اَبا جان سنایا کرتے تھے۔ آپا جان حضور مسیح موعود علیہ السلام کے لئے سیب منگوا کر رکھا کرتے۔ ہمیں بھی گدگدی محسوس ہوتی تو الماری کھولتے اور کہتے آپا کتنے سیب لاؤں۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام تصنیف فرما رہے ہوتے۔ ہماری آواز سنتے تو سمجھ جاتے کہ ان کا سیب کھانے کو جی چاہتا ہے۔ آپ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر جاتی اور ہمیں سیب مل جاتے :

وصال حضور مسیح موعود علیہ السلام

حضور مسیح موعود علیہ السلام کا جب وصال ہوا تو محترم میر صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں میں متعین تھے۔ دریا کی طغیانی کے باعث آپ پہنچ نہ سکے۔۔ اپنی قابل صد احترام بہن کو اس موقعہ پر جو چٹھی لکھی اس کا ایک ایک لفظ خدا تعالیٰ پر ایمان۔ احمدیت کی صداقت پر یقین۔ اور حضور مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مقام پر دال ہے : خط ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔

"جس کی جدائی میں آج یہ دل کو تپش سی لگی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ اور اس کے قدموں میں ہمارا حشر ہو۔ اور ہمیشہ اس کے اصحاب اور متعلقین میں داخل رہیں۔ خدا کے ہزار ہزار درود اور سلام تجھ پر ہوں۔ اے غلام احمد کی روح بڑی بڑی برکتیں اور مراتب اور درجات اللہ تعالیٰ تجھے دیوے"۔

اس موقعہ پر اپنے جذبات کی ترجمانی ان اشعار میں فرمائی۔ ؎

افسوس میرا آفتاب وہ مہدیؑ والا خطاب ؛ روشن کیا جس نے جہاں باصد ہزاراں آب و تاب
ہم عشق میں سمجھا گئے یا پڑ گئے دل پر حجاب ؛ زندہ رہے گا تا ابد چمکے گا تا یوم الحساب
دھوکا رہا آخر تلک حتیٰ توارت بالحجاب

حضرت میر صاحب کا وجود نافع الناس تھا وہ قرآن کے عاشق تھے۔ تصوف میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ وہ علم الابدان اور علم الادیان کا مجمع البحرین، شیریں مقال اور باذوق ولی اللہ تھے۔ ان کی زندگی بہت سادہ تھی۔ غریبوں کی مجلس میں بیٹھنے سے مسرت محسوس کرتے۔ ۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو ریٹائر ہونے تو الفضل میں سلسلہ مضامین جاری فرمایا۔ راقم الحروف نے آپ کی وفات سے نو ماہ قبل آپ کے مضامین کو شمار کیا تو قریباً چالیس مضامین تھے۔ آپ کی تحریر جوامع الکلم کی مصداق تھی۔ حضور مسیح موعود علیہ السلام کا حلیہ بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے۔ مگر یہ فقرہ نامکمل رہے گا اگر اس کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ نہ ہو کہ " یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا۔"

گھر پر نماز پڑھتے تو بچوں کی تربیت کے لئے ان کو ساتھ کھڑا کر لیتے۔ باوجود شدید مصروفیت کے انہیں خود پڑھاتے۔ دینی تعلیم کے لئے گاہے گاہے مرکز سے علماء کو بلا کر اپنے گھر پر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھتے۔ تلفظ کا بہت خیال رکھتے۔

بڑی صاحبزادی حضرت ام متین کو گھر سے رخصت کیا تو تحریری طور پر ہدایات دیں۔ جن میں حضور خلیفۃ المسیح کی دلجوئی و خدمت۔ سوکنوں کا احترام ان کے بچوں سے پیار۔ دینی مطالعہ صفائی۔ تلاوت قرآن کریم۔ خاوند کی اطاعت اور حسن اخلاق کی تاکید کی یہ آیت تحریر فرمائی یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین اور اختتام ان الفاظ پر کیا۔ اوصیک بتقوی اللہ

اکثروا ذکر ھاذم اللذات

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثروا ذکر ھا زم اللذات کہ موت جو کہ لذتوں کو توڑ کر رکھنے والی ہے۔ اس کو بہت یاد کیا کرو۔ خدا کے بندے موت سے گھبراتے نہیں۔ وہ مسکراتے چہروں سے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ اس دنیا میں جب وہ اپنا مفوضہ کام ختم کر لیتے ہیں۔ تو پھر خدا کے پاس جانے کو ہی ترجیح دیتے ہیں۔ حضرت میر صاحب کی زندگی میں عباد الرحمن کا یہ وصف ہمیں نمایاں نظر آتا ہے۔ خواجہ غلام نبی صاحب لکھتے ہیں:۔

" ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اب تو دنیا سے دل سیر ہو گیا۔ اب دنیا کی کوئی حسرت نہیں۔ اب موت کے لئے تیار رہوں۔ عرض کیا آپ کو بے شک دنیا میں رہنے کی ضرورت اور خواہش نہ ہو۔ لیکن دنیا کو اور خاصکر جماعت کو آپ کی بیحد ضرورت ہے۔ آپ ایسے الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ فرمایا ایک اہم کام سرانجام دینے کے لئے میں نے خدا تعالیٰ سے کچھ مہلت مانگی تھی۔ اب وہ کام مکمل ہو گیا۔ اب میں موت کے لئے تیار ہوں۔"

ایک نظم میں اپنے مولائے حقیقی کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں ؎

ایک پل بھی اب گزر سکتا نہیں تیرے بغیر
اب تلک تو ہوگیا جیسے گزارا ہوگیا
بعد مُردن قبر کے کتبے پہ یہ لکھنا مرے
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہوگیا

حضرت مولانا راجیکی صاحب نے حضرت میر صاحب کی آخری بیماری میں جب آپ کی صحت یابی کے لئے خداتعالےٰ سے دعا کی تو آپ کو الہام ہوا۔

"میر محمد اسماعیل صاحب ہمارے پیارے ہیں۔ ان کے علاج کی طرف فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم خود ہی ان کا علاج ہیں۔"

اس کے نیچے مولانا راجیکی صاحب نے امیر خسرو کا یہ شعر لکھا ہے ؎

از سرِ بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

وفات سے قریباً دو سال پہلے حضرت میر صاحب نے ایک مضمون لکھ کر شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کو دیا کہ میری وفات کے فوراً بعد اسے شائع کرا دینا۔ اس تحریر کا ایک ایک لفظ دال ہے کہ اس دنیا میں ہی حضرت میر صاحب کو اگلے جہان کے نظارے کروا دیئے گئے تھے۔ اور خدا کی صفات آپ پر جلوہ گر ہوگئیں تھیں۔

"میں محمد اسمٰعیل ولد حضرت میر ناصر نواب صاحب ولد سید ناصر احمد صاحب دہلوی آج مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء بوقت پونے آٹھ بجے شام اپنے احباب و اعزہ سے رخصت ہوکر عالم برزخ میں آگیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ میری پردہ پوشی اور مغفرت فرمائے۔ آمین۔ میں نے اس دنیا میں چھیاسٹھ سال قیام کیا۔ اور ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء میں اس جہان فانی کو چھوڑا۔ ناظرین اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے قبر کے دکھوں حشر کی تکالیف۔ پل صراط کے مصائب اور دوزخ کے عذابوں سے محفوظ کرکے جنت الفردوس میں محض اپنے فضل و کرم سے جگہ عنایت فرمائے اور اپنی نعمتوں سے بہرہ وافر عطا فرمائے آمین فرمایا۔

"جو کرم جو رحم جو شفقت جو مروت اور جو احسان مجھے اپنے خداوند خدا میں نظر آیا۔ وہ ہرگز کسی دوسرے میں نظر نہیں آیا۔ پس ایسے خدا کے لقا سے اور اس کے روبرو پیش

ہونے سے ڈر کے کیا معنے ..... وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔"

ریٹائرمنٹ کے بعد اکثر صحت ناساز رہتی تھی۔ آپ کو دمہ کی تکلیف تھی۔ چھ، سات جولائی ۱۹۴۷ء کو آپ پر نمونیہ کا حملہ ہوا۔ ہر ممکن علاج کیا گیا۔ لیکن خدا کی تقدیر اب یہی تھی کہ گلستان احمدیت کی نغمہ ریز عندلیب اب اشجار جنت کی شاخوں پر چہچہائے۔ اور خدا کا زاہد اور تارک دنیا بندہ اپنے مولا کے پاس حاضر ہو جائے۔ وفات سے چند روز قبل اپنی رفیقہ حیات کو بلایا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا وعدہ کرو میرے مرنے پر آہ زاری نہ کروگی۔

اٹھارہ جولائی کا روز آن پہنچا۔ دارالصفہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے سورۂ یاسین کی تلاوت نہایت سوز اور درد میں ڈوبی ہوئی آواز کے ساتھ شروع کی۔ ساڑھے سات بجے کے قریب حضرت مصلح موعود صحن میں ٹہل رہے تھے کہ اندر سے آواز آئی۔ جلدی آئیں حالت نازک ہے۔ حضور اندر گئے تو سانس اکھڑ رہا تھا۔ سات بجکر ... آپ نے آخری سانس لی۔ اور میر ناصر نواب صاحب کا لخت جگر۔ سیدہ نصرت جہاں کا بھائی۔ مسیح موعود علیہ السلام کا منظور نظر اپنے خدا کے حضور حاضر ہو گیا۔ انیس جولائی کو آٹھ بجے جنازہ اٹھایا گیا۔ حضور مصلح موعود نے نماز جنازہ پڑھائی نماز کے بعد کفن کا منہ کھولا اور خلیفۃ المسیح نے درویش زاہد ماموں کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ آپ کے بعد میاں بشیر احمد صاحب نے اور پھر باری باری خاندان کے دوسرے افراد نے۔ کتبہ کی عبارت حضرت مصلح موعودؓ نے یہ تجویز فرمائی۔

حضور مسیح موعود علیہ السلام کو ان سے بہت محبت تھی۔ ان کے تمام کاموں میں آپ دلچسپی لیتے تھے۔ اسی طرح حضرت میر صاحب کو آپ سے عاشقانہ تعلق تھا۔ حضرت سیدہ نصرت جہاں کو میر محمد اسمٰعیل سے بہت محبت تھی۔ نہایت ذکی اور ذہین تھے۔ آپ مسیح موعود کے منظور نظر تھے۔

"ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے۔ نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالےٰ کو سب شئے پر مقدم رکھے۔" (البدر ۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء)

بدل اشتراک

- اندرون ملک ‎-/۱۵‏ روپے سالانہ
- غیر ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۰۰ روپے سالانہ
- " " بحری ڈاک ۴۰ روپے سالانہ
- قیمت فی پرچہ . . . . . . ڈیڑھ روپیہ

رسالہ انصار اللہ

توسیع اشاعت کے لئے

آپ کے تعاون کا محتاج ہے

[illegible] “[illegible]” [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ماھنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ

مجلس انصاراللہ کے زعماء کرام مہربانی فرما کر اپنی اپنی مجلس میں یہ جائزہ لیں کہ ماھنامہ انصاراللہ کے کس قدر مزید خریدار مہیا کئے جا سکتے ھیں اور پھر اس سلسلہ میں اپنی کوششوں کے نتائج سے قائد اشاعت مجلس انصاراللہ مرکزیہ کو مطلع فرمائیں - موجودہ زمانہ میں اخلاق فاضلہ کا قیام اور اخلاقی بے راہروی کا انسداد صرف اسی طرح ممکن ہے کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم کو باقاعدگی کے ساتھ اور احسن طریق پر لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے - ماھنامہ انصاراللہ نے اسی رنگ میں بیڑا اٹھایا ھؤا ہے - ماھنامہ انصاراللہ کا سالانہ چندہ مبلغ پندرہ روپے مقرر ہے -

مرزا غلام احمد

مینجر ماھنامہ انصاراللہ ربوہ

صرف ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -